مفتی عنایت احمد کاکورویؒ

پروفیسر محمد ایوب قادری ایم اے

خاندان مفتی عنایت احمد بن منشی محمد بخش بن منشی لطف اللہ ، کہا جاتا ہے کہ ان کے اجداد میں امیر حسام نامی ایک شخص بغداد سے آکر قصبہ 'دیوہ' ضلع بارہ بنکی میں سکونت پذیر ہوئے اور اپنے صاحبزادے ضیاء الدین کی شادی وہیں کی اور وہیں کے قاضی مقرر ہوئے ۔ قصبہ دیوہ میں جس محلہ میں امیر حسام نے قیام کیا وہ حجازی محلہ مشہور ہوا ۔ جس کو بعد میں 'حجاجی' کہا جانے لگا ۔ اسی مناسبت سے امیر حسام کی اولاد بھی 'حجاجی' کہلائی ۔

باقی مؤلف مشاہیر کاکوری لکھتے ہیں کہ یہ خیال غلط ہے کہ امیر حسام ، حجّاج بن یوسف ثقفی حاکم عراق کی اولاد سے ہیں ۔

سکونتِ کاکوری مفتی عنایت احمد کے دادا منشی غلام محمد کی سسرال کاکوری میں تھی ۔ مفتی صاحب کے والد ، منشی محمد بخش اور چچا شیخ عبدالحسیب نے اپنے نانہالی تعلق کی بناء پر کاکوری میں سکونت اختیار کرلی ۔ پھر ان کے تمام قریبی اعزّا بھی کاکوری آکر سکونت پذیر ہوگئے اور

'کاکوروی' کہلانے لگے ۔ اب بھی ان کا بڑا خاندان وہاں سکونت پذیر ہے ۔

پیدائش مفتی عنایت احمد صاحب ۹ ر شوال ۱۲۲۸ھ کو بمقام 'دیوہ' پیدا ہوئے ۔

تحصیلِ علم مفتی صاحب نے ابتدائی تعلیم کاکوری میں حاصل کی، جب تیرہ ۱۳ سال کی عمر ہوگئی تو تحصیل علم کی غرض سے 'رام پور' گئے ۔ وہاں مولوی سید محمد صاحب بریلوی سے صرف و نحو اور مولوی حیدر علی صاحب ٹونکی و مولوی نورالاسلام سے دوسری درسی کتابیں پڑھیں ۔ رام پور میں درسی کتابیں ختم کرنے کے بعد 'دہلی' پہنچے ۔ وہاں شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی المتوفی ۱۲۶۲ھ سے کتبِ حدیث سبقاً سبقاً پڑھیں اور سند حاصل کی ۔ دہلی سے 'علیگڑھ' آئے، جہاں مولانا بزرگ علی مارہروی شاگرد شاہ عبدالعزیز دہلوی و شاہ رفیع الدین دہلوی جامع مسجد کے مدرسے میں دینی خدمات انجام دے رہے تھے ۔ یہ مدرسہ عہد محمد شاہی میں نواب ثابت خان عامل کول (علیگڑھ) نے اپنی عالیشان تعمیر کردہ جامع مسجد میں قائم کیا تھا ۔ علیگڑھ میں مفتی عنایت احمد نے تمام منقولی اور معقولی کتابیں مولانا بزرگ علی سے پڑھیں اور فارغ التحصیل ہوئے ۔ بعد فراغ اسی مدرسے میں مدرس مقرر ہوگئے ۔ کیونکہ ۱۲۶۲ھ میں مولانا بزرگ علی کا انتقال ہوگیا تھا ۔

ملازمت ایک سال تک مدرسہ میں مدرس رہے، اس کے بعد مفتی و مصنف کے عہدے پر 'علیگڑھ' ہی میں تقرر ہوگیا ۔ اسی زمانے میں مولوی لطف اللہ علیگڑھی المتوفی ۱۳۳۴ھ کے تلمذ کا سلسلہ شروع ہوا ۔ مولوی لطف اللہ مفتی صاحب کے نامور شاگرد گزرے ہیں ۔ مولوی سید حسین شاہ بخاری نے بھی اسی زمانے میں مفتی صاحب سے پڑھا ہے ۔

اجلاس میں سبق مولوی سید حسین شاہ بخاری فرمایا کرتے تھے کہ مفتی صاحب مجھ کو 'ھدایہ' اجلاس میں پڑھایا کرتے تھے ۔ جیسے ہی کسی مقدمہ سے فرصت ہوتی اشارہ ہوتا میں پڑھنا شروع کر دیتا تھا پھر کوئی

سرکاری کام آجاتا تو اس میں مصروف ہو جاتے۔ اس دوگونہ مشغولیت کے باوجود مسائل اس طرح ذہن نشین کرادیتے کہ کبھی فراموش نہ ہوتے، آپ طلبہ سے خاص تعلق رکھتے تھے۔

مولوی لطف اللہ صاحب کی تعلیم کے زمانے میں ہی مفتی صاحب کا تبادلہ 'علی گڑھ' سے 'بریلی' ہوگیا تھا۔ مولوی لطف اللہ صاحب بریلی ساتھ گئے، وہاں جملہ کتب درسیہ ختم کیں۔ فجر کی نماز کے بعد مفتی صاحب قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تھے، مولوی لطف اللہ صاحب خدمت میں حاضر رہتے تھے دورانِ تلاوت اگر کوئی مشکل صیغہ آتا تو مفتی صاحب مولوی لطف اللہ صاحب کو حل کر دیتے تھے۔ جب مفتی لطف اللہ صاحب تعلیم سے فارغ ہو گئے تو مفتی صاحب نے ان کو اپنے اجلاس کا سرشتہ دار مقرر کیا۔

قیامِ بریلی

بریلی کے قیام کے زمانے میں مفتی صاحب صدر امین ہوئے، درس و تدریس کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ بریلی کے تلامذہ میں قاضی عبد الجمیل، مولوی فدا حسین منصف اور نواب عبد العزیز خان مشہور لوگ گزرے ہیں۔ آخر الذکر حافظ الملک نواب حافظ رحمت خان کے پوتے تھے۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ اس زمانے میں بریلی میں مفتی عنایت احمد صاحب کے ہم وطن مولوی رضی الدین بن علیم الدین المتوفی ۱۲۷۶ھ صدر الصدور تھے۔ مفتی صاحب ۱۲۷۱ھ میں آگرہ کے صدر اعلی مقرر ہوئے، ابھی بریلی سے روانگی عمل میں نہیں آئی تھی کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی شروع ہوئی۔ مفتی صاحب 'آگرہ' نہ جا سکے۔

انقلاب ۱۸۵۷ء

نواب خان بہادر خان نبیرۂ حافظ الملک حافظ رحمت خان نے روہیلکھنڈ میں علم جہاد بلند کیا اور قومی حکومت قائم کی تو حکومت کو خزانہ کی ضرورت ہوئی، زمینداروں سے مالگذاری وصول کی گئی۔ امراء اور مہاجنوں سے عطیات لئے گئے۔ قومی حکومت کی مالی مدد کیلئے مفتی عنایت احمد صاحب نے فتویٰ دیا۔ جب تحریک آزادی ناکام ہو گئی اور ملک پر انگریزوں کا دوبارہ تسلط ہو گیا تو یہ فتویٰ انگریزوں کے ہاتھ لگ گیا۔ چنانچہ مفتی صاحب گرفتار ہوئے۔ مقدمہ چلا اور بعبورِ دریائے شور کی سزا تجویز ہوئی۔

قیامِ انڈمان

مفتی عنایت احمد صاحب نے جزیرۂ انڈمان میں بھی درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کا کام شروع کر دیا۔ جزیرۂ انڈمان میں ان کے پاس کسی علم کی کوئی کتاب نہ تھی محض اپنی قوتِ حافظہ پر مختلف فنون میں رسالے تصنیف کئے۔ وطن واپس آکر کتابیں دیکھیں تو تمام مسائل حرف بحرف صحیح تھے۔

ایک انگریز کی فرمائش پر "تقویم البلدان" کا ترجمہ کیا جو دو برس میں ختم ہوا۔ اور وہی ترجمہ رہائی کا سبب بنا۔ ۱۲۷۷ھ میں مفتی صاحب رہائی پاکر کاکوری آئے۔ مولوی لطف اللہ صاحب علی گڑھی نے تاریخ رہائی لکھی اور خود کاکوری حاضر ہوکر پیش کی ؎

چون بہ فضلِ خالق ارض و سما اوستادم شد ز قیدِ غم رہا
بہر تاریخ خلاص آں جناب برنوشتم "اِنّ اُستاذی نجا"

قیام کان پور

انڈمان سے واپس آکر مفتی صاحب نے مستقل قیام کان پور میں کیا۔ وہاں مدرسہ "فیض عام" قائم کیا جو کان پور کی مشہور دینی درسگاہ ہے۔ کان پور کے مسلمان تاجر مدرسہ کے مصارف برداشت کرتے تھے۔ ان میں حافظ برخوردار خاص طور سے مشہور تھے۔ مفتی صاحب اپنے مصارف کیلئے صرف پچیس تیس روپیہ ماہانہ تنخواہ لیتے تھے بقول مولانا نواب حبیب الرحمٰن خان شروانی، اسی مدرسہ کا فیض بالآخر "ندوۃ العلماء" کی شکل میں ظاہر ہوا۔

سفرِ حج

دو سال کے بعد حج کا ارادہ کیا مدرسہ فیض عام کان پور میں مولوی سید حسین شاہ بخاری کو مدرس ثانی مقرر کرکے حج کو روانہ ہوگئے۔ مفتی صاحب ہی "امیر الحجاج" تھے۔ اس زمانہ میں جہاز ہوا کی مدد سے چلتے تھے۔

شہادت

جدہ کے قریب جہاز پہاڑ سے ٹکرا کر ڈوب گیا۔ مفتی صاحب بحالت نماز احرام باندھے ہوئے تھے غریق وشہید ہوئے۔ یہ واقعہ ۷ر شوال ۱۲۷۹ھ کا ہے۔ (۵۲ برس کی عمر پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اس سفینۂ علم کے ساتھ نادر تصنیف کا ایک مسودہ بھی غرقاب ہوا جس کی تلافی ناممکن ہے۔ مفتی عنایت احمد صاحب نے چالیس فنون کے ایک ایک مسئلے کا انتخاب کیا تھا

اور ہر ایک مسئلہ پر چالیس ورق لکھنے کا التزام اس صفت کے ساتھ ساتھ تھا کہ مسئلہ بھی بے نقط ہو اور اس پر پوری بحث بھی شگفتہ عبارت میں اسی التزام کے ساتھ کی جائے۔ تفسیر میں "وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا" کی آیت اور حدیث میں "كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ رواه مسلم" منتخب فرمائی تھی۔ بڑا حصہ مکمل ہو چکا تھا۔

تلامذہ مفتی صاحب کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے ان میں سے اکثر نامور مدرس ہوئے۔ چند نام یہ ہیں۔

مولوی سید حسین شاہ بخاری، مولوی امیر الدین احمد بخاری، مولوی لطف اللہ علیگڑھی، مولوی حافظ عزیز الدین صاحب عباسی، مولوی حافظ نواب عبدالعزیز خاں بریلوی منشی مقصود احمد وغیرہ۔

تصانیف مفتی عنایت احمد صاحب کی تصانیف بھی بہت ہیں جو آپ کے علم و فضل پر دال ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ آج تک مفتی صاحب کی کتابوں پر کسی نے اعتراض نہیں کیا اور مفتی صاحب نے اردو میں جو رسالے لکھے ہیں ان کی زبان نہایت صاف اور بامحاورہ ہے مضامین اخلاقی اور اسلامی ہیں۔ ایک مختصر سا فنڈ جمع کر لیا تھا اسی کی مدد سے مفتی صاحب کی یہ تصانیف طبع ہو کر تقسیم و شائع ہوتی تھیں۔

شرح ھدایۃ الحکمۃ، صدرا شیرازی، تصدیقات حمد اللہ اور شرح چغمنی پر بھی حواشی لکھے ہیں۔ اب آپ کی جملہ تصانیف کا علحدہ علحدہ ذکر کیا جاتا ہے

علم الفرائض کتاب کے نام سے مضمون ظاہر ہے ۱۲۶۲ھ میں لکھی گئی۔ نام تاریخی ہے۔

ملخصات الحساب فن ریاضی پر مفید رسالہ ہے ریاضی کے ابتدائی اصول آسان پیرائے میں تحریر کئے ہیں یہ کتاب بھی ۱۲۶۲ھ میں لکھی گئی۔ نام تاریخی ہے۔

تصدیق المسیح لردع کلم القبیح | نام سے مضمون ظاہر ہے ۱۲۶۸ھ میں کتاب لکھی گئی۔ نام تاریخی ہے۔

الکلام المبین فی آیاتِ رحمۃ للعالمین | یہ ضخیم تصنیف ہے ۱۲۷۰ھ میں یہ کتاب لکھی گئی، نام تاریخی ہے۔
معجزاتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان نہایت شرح وبسط سے کیا ہے۔

ضمان الفردوس | ۱۲۷۲ھ میں یہ رسالہ لکھا گیا نام تاریخی ہے۔ بخاری کی ایک حدیث کی شرح ہے۔ کتاب، دو ابواب پر مشتمل ہے
پہلے باب میں معاصی متعلقہ زبان کا بیان ہے اور دوسرا باب عضوِ خاص کے گناہوں پر مشتمل ہے۔

بیان قدر شب برات | یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے شب برات کے فضائل میں ۱۲۷۲ھ میں لکھا گیا ہے۔ نام
تاریخی ہے۔

رسالہ در مذمّتِ میلہ ہا | یہ رسالہ ۱۲۷۲ھ میں لکھا گیا، نام تاریخی ہے۔ مسلمان ہندوؤں کے میلوں میں شرکت کرتے ہیں
اس کے رد میں لکھا گیا ہے۔

فضائل علم و علماء دین | نام سے مضمون کتاب ظاہر ہے ۱۲۷۲ھ میں یہ کتاب لکھی گئی۔ نام تاریخی ہے۔

محاسن العمل الافضل | یہ کتاب بھی ۱۲۷۲ھ میں لکھی گئی۔ نام بھی تاریخی ہے۔

فضائل درود و سلام | فضائل درود وسلام میں یہ کتاب ۱۲۷۲ھ میں لکھی۔

ہدایات الاضاحی | نام سے کتاب کا مضمون ظاہر ہے تاریخی نام ہے۔ ۱۲۷۲ھ میں لکھی گئی۔

الدر الفرید فی مسائل القیام والعید | نام سے مضمون کتاب ظاہر ہے ۱۲۷۲ھ میں مرتب ہوئی نام تاریخی ہے۔

وظیفۂ کریمہ | اوراد و وظائف پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب ۱۲۷۶ھ میں انڈمان میں لکھی گئی۔ کتاب طبع ہوچکی ہے۔

خجستۂ بہار | گلستان کے طرز پر فارسی نثر میں یہ کتاب لکھی ہے۔ ۱۲۷۶ھ میں انڈمان میں تالیف کی۔

علم الصیغہ | عربی صرف کا نہایت جامع رسالہ ہے آج تک داخل نصاب ہے، کوئی حافظ وزیر علی صاحب تھے ان کی تحریک پر یہ رسالہ لکھا گیا اس کا دوسرا نام قوانین جزئیہ حافظیہ بھی ہے۔ یہ رسالہ بھی ۱۲۷۶ھ میں انڈمان میں لکھا گیا۔ نام تاریخی ہے۔ یہ رسالہ ایک مقدمہ، چار ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

احادیث الحبیب المتبرکہ | مفتی صاحب نے ۱۲۷۵ھ میں انڈمان کے قیام کے دوران چالیس حدیثوں کا یہ مجموعہ مرتب کیا۔ رسالہ طبع ہوچکا ہے۔

تواریخ حبیب الٰہ | جزیرۂ انڈمان میں یہ کتاب ۱۲۷۵ھ میں سرکاری ڈاکٹر محمد امیر خان کی فرمائش پر یہ کتاب لکھی جس کا ذکر مفتی صاحب نے دیباچہ میں کیا ہے۔ واقعات نہایت تفصیل سے بقید تاریخ لکھے ہیں۔ سیرت کے مضمون پر مختصر اور جامع کتاب ہے۔

ترجمۂ تقویم البلدان | جیساکہ ذکر ہوچکا ہے ایک انگریز کی فرمائش پر یہ کتاب عربی سے اردو میں انڈمان کے قیام میں ترجمہ ہوئی اور یہی ترجمہ رہائی کا سبب بنا۔

نقشۂ مواقع النجوم | یہ کتاب ہیئت جدید (فیثاغورثی) پر لکھی ہے۔ بعض انگریزوں نے اس کو پسند کیا۔ اور مؤلف تذکرۂ مشاہیر

کاکوری نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ مسٹر طامسن لیفٹننٹ گورنر صوبہ مغربی و مشرقی نے جو علم ہیئت کے عالم تھے اس کو خاص طور سے پسند کیا اور اسی کتاب کی وجہ سے مفتی صاحب کو 'خان بہادر' کا خطاب ملا۔

یہ بیان کچھ مشتبہ معلوم ہوتا ہے۔ اغلب یہ ہے کہ اس وقت تک خطاب کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا۔ اگر خطاب ملتا تو 'شمس العلماء' نہ کہ 'خان بہادر'۔ پھر اس خطاب کا ذکر یا حوالہ ان کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔

لوامع العلوم واسرار العلوم

اس کتاب کے متعلق اوپر ذکر کیا جا چکا ہے اس میں چالیس علوم کا خلاصہ لکھنا پیش نظر تھا ہر علم کا نام بھی بے نقط تھا مثلاً علم التفسیر کا نام 'علم کلام اللہ' علم حدیث کا نام 'علم کلام الرسول' فقہ کا نام 'علم الاحکام' وغیرہ۔ یہ کتاب مفتی صاحب کے ساتھ غرق ہو گئی۔ حواشی کو چھوڑ کر مفتی صاحب کی جملہ تصانیف کی تعداد بلیس[۱] ہے جو معلوم ہو سکی ہیں۔ ان میں سے چھ کتابیں 'وظیفۂ کریمہ'[۱]، 'نجستۂ بہار'[۲]، 'علم الصیغہ'[۳]، 'احادیث الحبیب المتبرکہ'، 'تواریخ حبیب اللہ'، اور 'ترجمۂ تقویم البلدان' تو انڈمان میں لکھی گئی ہیں اور خیال یہ ہے کہ 'ضمان الفردوس'، بیان شب قدر و شب برات، رسالہ در مذمت میلہ ہا، فضائل علم و علمائے دین، محاسن العمل الافضل، فضائل درود و سلام اور ہدایات الاضاحی' بریلی کے قیام کے دوران لکھی گئیں یہ ساتوں کتابیں ۱۲۷۲ھ میں تالیف ہوئیں اور اس وقت مفتی صاحب کا قیام بریلی میں تھا۔

تبحر علمی

مفتی عنایت احمد کا علم و فضل مسلم ہے۔ ان کی تصنیفات اس پر دال ہیں کہ معقول و منقول ہر دو علوم میں انہیں تبحر حاصل تھا۔ تمام علوم بہت محنت سے پڑھاتے تھے۔ ریاضی میں خاص امتیاز حاصل تھا ادب کا ذوق تھا۔ جب مفتی صاحب کانپور میں مقیم تھے تو روزانہ شام کو میدان میں ہوا خوری کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔ مولوی سید حسین شاہ بخاری سے اکثر علمی و ادبی تذکرے ہوتے تھے۔ مفتی صاحب کو اُردو اساتذہ کا اکثر کلام یاد تھا۔

مفتی صاحب کی تحریرات

مفتی عنایت احمد صاحب نے اپنے استاذ مولوی بزرگ علی صاحب مارہروی کی بعض کتب پر مقدمہ اور دیگر تحریرات اپنے قلم سے لکھی ہیں۔ وہ کتابیں مولانا نواب حبیب الرحمٰن خان شروانی مرحوم کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔ اس طرح مفتی عنایت احمد صاحب کی اصل تحریر بھی موجود ہے۔

مآخذ

یہ مضمون مندرجۂ ذیل کتابوں کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔

تذکرۂ مشاہیر کاکوری، مؤلفہ مولوی محمد علی حیدر۔ مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ ۱۹۲۷ء۔ (۲) استاذ العلماء، (حالات مولانا لطف اللہ علیگڑھی) مؤلفہ نواب حبیب الرحمٰن خان شروانی (۳) تواریخ حبیب اللہ (۴) علم الصیغہ (۵) ضمان الفردوس (۶) بیان شبِ قدر و شبِ برات۔ (۷) حیات حافظ رحمت خان (۸) باغی ہندوستان (۹) مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت جلد دوم۔

المسوّٰی من احادیث الموطا

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی یہ مشہور کتاب آج سے ۴۳ سال پہلے مکہ مکرمہ میں مولانا عُبید اللہ سندھی کے زیرِ انتظام چھپی تھی۔ اس میں جا بجا مولانا مرحوم کے تشریحی حواشی ہیں۔ مولاناؒ نے حضرت شاہ صاحبؒ کے حالاتِ زندگی اور ان کی الموطا کی فارسی شرح پر مؤلف امام نے جو مبسوط مقدمہ لکھا اس کتاب کے شروع میں اس کا عربی ترجمہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

ولایتی کپڑے کی نفیس جلد۔ کتاب کے دو حصے ہیں۔

قیمت:- بیس ۲۰ روپے